سراج اورنگ آبادی کی غزل گوئی

(شاعر کا تعارف)

□ تمہید:

سراج اورنگ آبادی دکنی غزل کے ایک اہم نمائندہ شاعر ہیں اور ولی کے بعد میر وسوادکے عہد سے قبل کی درمیانی کڑی ہے اگرچہ سراج کی شاعری ایک مختصر عرصے پر محیط ہے تاہم وہ اپنے عہد کے بڑے نامور شاعر ہیں سراج نے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی لیکن غزل اور مثنوی میں انہیں لازوال شہرت نصیب ہوئی _ دکن کی ریاستوں کے زوال کے بعد جہاں قدیم اردو شاعری کی نشوونما ہوئی اورنگ آباد کی سر زمین کو علمی اور ادبی مرکز کی حیثیت حاصل ہو گی تھی _سراج کی شاعری کا وہی زمانہ تھا جب ان کی پیش رو اور ہم وطن ولی کی شاعری کی گونج دکن سے دہلی تک پہنچ چکی تھی اور اردو شاعری میں ایک نئے رنگ کا آغاز ہو رہا تھا _

قلی قطب شاہ اور ولی دکنی کے ساتھ دکن کے غزل گو شاعروں کی تثلیث سراج اورنگ آبادی سےتکمیل کو پہنچتی ہیں _ سراج نے بھی شاعروں کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کرکے اپنے فن کے جوہر دکھائے، لیکن اردو شاعروں کی تاریخ میں ان کی شناخت غزل کے حوالے سے مشہور ہوئی _ سراج کا مزاج عاشقانہ تھا، وہ حسن کے شیدائی تھے اور اپنی شاعری کو محبوب کے جمالیاتی تصور کے جلووں کا آئینہ بناتے ہیں سراج نے نوجوانی میں ہی صوفیائے اکرم کی صحبت اختیار کر لی تھی جس کی بنا پر دنیا سے بیزاری کا رجحان ذہین اور دل میں مستحکم ہو تا چلا گیا _ رفتہ رفتہ وہ تصوف کے رنگ میں اس قدر غرق ہو گی کے دنیا وی زندگی کا کچھ ہوش نہیں رہا _ اکثر ان پر مجزوبان کیفیت طاری ہو جاتی ہیں اور اس کیفیت کا اثر طویل عرصے تک جاری رہتا اس عرصے میں وہ وجد کی کیفیات سے دو چار ہوتے اور پھر تواتر کے ساتھ متصوفانہ کلام وجود میں آنے لگتا ہے، لیکن عالم بےخودی میں کہا ہوا ان کا کلام محفوظ نہ رہ سکا _ فارسی زبان میں بھی سراج نے اچھے خاصے اشعار کہے تھے لیکن بدقسمتی سے بہت کم محفوظ رہ سکے ہے

دکنی غزل کا نمایاں وصف سراپا نگاری ہے _فارسی اور ہندی شاعری کے ملے جلے اثرات دکنی غزل میں پیش کی گئی پیکر تراشی میں واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں سراج اورنگ آبادی نے بھی اپنے ہم عصر ولی کی طرح اپنی غزل میں مجازی محبوب کے خدوخال کو پیکر تراشی سے ابھار کر سراپا نگاری کی روایت کو مزید مستحکم کیا _ دکنی شاعری کا محبوب اپنے تمام تراضی حوالوں کے ساتھ دکنی غزل میں موجود ہیں، جس کی لفظی تصور سراج کی پیکر تراشی کا ہم حصہ ہے _سراج صاحب ذوق اور جمال پرست انسان تھے اور جمال پرستی نے ان کی شاعری میں سوزوگداز پیدا کر دیا تھا اور یہی جمال پرستی ان کی غزل کا محرک ہے _ ان کے یہاں جو انداز عشق ہے وہ صوفیاء کے طور عشق سے مشابہ ہے مگر ان کا عشق قطعی طور پر راضی اور تجسیمی ہے _ سراج کا کلام ولی دکنی کی طرح ابہام اور زومعانی الفاظ سے پاک ہے _ سراج کا بیان سیدھا سادہ اور سلیس ہے اکثر غزلوں میں حسن و عشق کے کرشمے موجود ہے بعض اشعار میں توحید کا معرفت کا نقشہ کھینچا گیا ہے _ غرض کے سراج کا کلام ولی کی شاعری کی توسیع ہے

□مقاصد :

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ:-

☆ سراج اورنگ آبادی کے عہد پر روشنی ڈال سکیں _
☆سراج اورنگ آبادی کے سوانحی کوائف بیان کرسکے _
☆سراج اورنگ آبادی کی غزل گوئی کا تعارف کراسکے _
☆سراج اورنگ آبادی کی شاعری میں سراپا نگاری کی نشاندہی کراسکیں _
☆سراج اورنگ آبادی کی صوفیانہ شاعری پر نظر ڈال سکیں _

□سراج اورنگ آبادی کا تعارف

سراج اورنگ آبادی کا اصل نام سید سراج الدین تھا _ یہ اورنگ آباد کے رہنے والے تھے اس سراج اورنگ آبادی کے نام سے مشہور ہوئے _وہ پیر 13/صفر 1127 ھ مطابق 11/مارچ 1712ءکو اورنگ آباد میں پیدا ہوئے والد کا نام سید درویش تھا ان کا خاندان اورنگ

آباد کے معزز خاندانوں سے تعلق رکھتا تھا _ سراج نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی _ یہ ابتدا سے ہی صوفی منش آدمی تھے _ شاہ عبدالرحمن چشتی مرید بھی تھے گوشہ نشین اور پاکیزہ دل کے ملک سراج اورنگ آبادی ہفتہ میں ایک بار محفل سماع بھی منعقد کرتے تھے جس میں قوال ان کی غزلیں سنایا کرتے تھے سراج سید حمزہ دکنی سے تلمندحاصل کیا _ اٹھارویں صدی کے سبھی تذکرہ نگاروں کے یہاں ان کا ذکر ملتا ہے لیکن ان کے مفصل حالات زندگی دستیاب نہیں ہے بچپن سے ہی شاعری کا میلان تھا اور بہت پرگو شاعر تھے یہی وجہ تھی کہ صرف چار سال کے عرصے ضخیم دیوان مرتب کیا، جو پانچ ہزار اشعار پر مشتمل ہے _ابتدا سے ہی ان کا مزاج عاشقانہ تھا اور غفوان شباب پہنچتے پہنچتے ان پر بےخودی کا دورہ پڑنے لگا تھا، جس کے سبب وہ گھر سے نکل کر ویرانوں کی خاک چھاٹنے لگے اس دوران انھوں نے خلد آباد کے ایک بزرگ برہان الدین غریب کی مزار پر بھی قیام کیا _ان پر یہ کیفیت تقریباً سات برس تک طاری رہی پھر ان کے والد اس مجزوبی کیفیت سے سراج کوگھر لے آئے اور زنجیروں میں مقید کر دیا _ مستی کی اس کیفیت میں سراج نے فارسی زبان میں لا تعداد اشعار کہے، جو ضائع

ہوگئے سراج اورنگ آبادی نے کچھ عرصے فن سپگری بھی کی مگر ان جیسا قلندر روزگار کا پابند نہیں رہ سکا اس لیے انھوں نے ملازمت ترک کر دی اور صاحب باطن بزرگوں کی صحبت میں رہنے لگے یہ عہد ان کے شعری اظہار کا عہد تھا، اس عہد میں زیادہ تر شعر و سخن کی محفلوں میں رہا کرتے اور شعر کہا کرتے لیکن شاہ عبدالرحمن چشتی کی فرمائش پر شاعری ترک کر دی _ پھر بھی ان کی شاعری 'دیگر اہم اشعار کے مقابلے زیادہ زودفہم اور سلیس ہے _ان کی شاعری پر دکنی اثرات کم ہے اور فارسی کی چھاپ گھری ہے _سراج اورنگ آبادی نے غزلیات کے علاوہ مثنوی ،قصیدہ، رباعی اور مخمس لکھے _ انھوں نے ایک طویل مثنوی "بوستان خیال "کے نام سے لکھی ،جو ان کی خودنوشت روداد عشق ہے اس میں ایک ہندو لڑکے سے اپنے محبت کا حال بیان کیا ہے سراج نے فارسی شعراء کا ایک انتخاب بغوان "منتخبب دیوانہا "بھی ترتیب دیا ان کے بہت سے فارسی خطوط بھی موجود ہے جو انھوں نے اپنے دوست کے نام لکھے تھے _ ریختہ میں سراج اورنگ آبادی نے پانچ ہزار اشعار مشتمل دیوان بھی مرتب کیا _ سراج قدیم دکنی شعراء کی آخری کڑی کے طور پر جانے جاتے ہیں کیونکہ سراج کے بعد قدیم دکنی شعراء

میں کوئی قابل قدر شاعر نہیں گزرا _ سراج کا زمانہ قدیم اردو شعراء کا آخری اور جدید اردو کا ابتدائی زمانہ تھا یہ ہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں قدیم اور جدید اردو شاعری کا امتزاج پایا جاتا ہے _

سراج اورنگ آبادی کا انتقال 52 سال کی عمر میں بروز جمعہ 4/شوال 1177 ھ مطابق 6/اپریل 1762ء کو آورنگ آباد میں ہوا _

□غزل گوئی کی خصوصیات

سراج اورنگ آبادی نے غزلیہ شاعری ولی دکنی کی پیروی میں شروع کی _ ولی دکنی نے اپنے غزلوں کے حسن کا جو معیار متعین کیا تھا، سراج نے اسی میعاد کو منتخب کیا اور اس کے تخت شاعری کی _جہاں انہوں نے ولی دکنی کے معیارات کا اثر قبول تو مختلف اشعار میں اسے کا اعتراف بھی کیا اور ولی کی اہمیت کو نمایاں کرنے کی کوشش کی _ چونکہ سراج نے ولی کا تتبع کیا تھا یہی وجہ ہے کہ سراج آورنگ آبادی کی زبان بھی ولی دکنی کی طرح صاف ستھری ہے اور

دکنی اثرات کی آمیزش کے بجائے اس زبان میں شمالی ہند کی خاطر جواہ اثرات ملتے ہیں سراج کی غزلوں میں جہاں ایک طرح سچے عشق کے حقیقی جذبات ظاہر ہوتے ہیں،وہی کائنات اور حیات کے فلسفے بھی اپنی اہمیت کا احساس کراتے ہیں _احساس کی واقعیت اور خیالات کی جدت، سراج کی غزلوں کو انفرادی حسن عطا کراتی ہے _ ان کی زندگی مختلف تجربات سے دو چار رہی، دھوپ چھاؤں کا سلسلہ جاری رہا حالات نے قدم قدم پر آزمائشوں میں مبتلا رکھا _ان سب کا اثر انکے غزلوں میں صاف دیکھنے کو ملتا ہے ولی کی طرح سراج نے بھی کہیں تو فارسی تراکیب اور لفظیات کے سہارے اپنے غزلوں کو بامعنی بنا یا ہے اور کہی دکنی کی آمیزش کے ذریعے سرزمین دکن سے اپنی حقیقی وابستگی کا ثبوت پیش کیا ہے سراج کےیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

سب جگت ڈھونڈ پھرا پیو کو نہ پایا ہر گز
دل کے گوشے میں مکاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

دھوپ میں غم کے باعث دل کو جلایا افسوس
پیو کے سائے میں اماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

سمت غیب سے وہ ہوا کہ چمن کا سرور جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

مدت سے گم ہوا دل بے گانہ سراج
شاید کہ جا لگا ہے کسی آشنا کے ہاتھ

نہیں ہے تاب مجھے سامنے ترے جاناں
کہاں سراج کہاں، آفتاب عالم تاب

سراج اورنگ آبادی نے مذکورہ بالا اشعار کے ذریعے غزلوں کا اصل رنگ نمایاں ہوتا ہے عشق اور تصوف کا خوب صورت امتزاج انکے اشعار میں واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے _ ان اشعار میں ایک طرف سے عاشق کی بے قراری جھلکتی ہے تو دوسری طرف مزاج کی سرمستی بھی اجاگر ہوتی ہے غزلوں کے علاوہ سراج اپنی مشہور مثنوی 'بوستان خیال 'کی بنا پر بھی شاعری کی تاریخ میں اہم مقام رکھتا ہے اس مثنوی میں تقریبا بارہ سو اشعار ہیں لیکن جتنا کلام بھی محفوظ رکھا گیا ہے وہ سراج کو ایک عظیم المرتبت

شاعری تسلیم کرنے کے لئے کافی ہیں _

□پیکر تراشی:

سراج اورنگ آبادی ایک وسیع المطالعہ شاعری، ہندی شاعری کی نرماہٹ اور سادگی' سراج اورنگ آبادی کی جذباتیت کتنہ نفس کے عمل سے گزر کر دل کا شاعر بناتی ہے جب کے فارسی شاعری کی روایت ان کے ذہین کے ساتھ ہم آمیز ہو کر ان کے شعری کو جالصتاد دماغ کی شاعری بنادتی ہیں _گویا سراج اورنگ آبادی کی غزل میں شامل فنی اور فکری حوالے سراج کی غزلوں کو قوت اور توانائی بخش دے ہے یہی توانائی ان کے اشعار میں ڈھل کر ابدیت سے ہم کنارے ہو جاتی ہیں سراج کی شاعری میں سب سے اہم شے جو شاعرانہ محرک کے طور پر سامنے آتی ہیں وہ عشق اور راس سے پیدا شدہ فطری عمل ہے جنہوں نے سراج کو کو سراپا عشق بنا دیا عشق کی برتری نا صرف ان کے کلام میں دیکھنے کو ملتی ہے بلکہ ان کی شخصیت پر عشق اتنا چھایا ہوا تھا کہ ان کی کی شخصیت میں لہو کی طرح شامل ہو گیا تھا _عشق کی کیفیتوں کو چمکانے میں فارسی کے اثرات بھی اہم کردار ادا کر تے ہیں، سراج اورنگ آبادی کے یہاں عشق کی دونوں صورتیں نئی

دنیاوی کے انکشاف یا دریا دریافت کا ذریعہ بنتی ہیں

بیان عشق کی بے ہودہ باتیں مت کر
نہیں سراج یہ قصہ تمام ہونے کا

خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا، نہ پری رہی
نہ تو توں رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی

سراج سراپا عشق تھے لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ہستی محبت کے سوا اور کچھ نہیں ان کے نزدیک برق جاں سوز ہے لیکن سوز لذت سے خالی نہیں _یہی وجہ ہے کہ اس سودے میں افسوس نہ کرنا چاہیے بلکہ اس برق جگر سوز کی روشنی میں حقیقت عالم کا نظارہ کرنا چاہتے _

سراج کے عشقیہ جذبات میں تڑپ اور سوز نے ان کی تمثال سازی پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے _عشق کے کیفیت اور اور ان کی گہری پرتوں کی مظہر وہ تمثالیں ہیں جن کی شدت اور اثر انگیزی میں کمی واقعہ نہیں ہوئی، ان کی حسیات کشش سوزاور ساز دونوں ہی ان کیفیتوں کو جود میں جذب کیے ہوئے ہے _

ایسی ہی جیتی جاگتی حسیات سے بھرپور اشعار کو ملاحظہ کیجئے:

چلی سمت غیب سے کیا ہوا کہ چمن سرور کا چلگیا
ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

وہ جب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جیوں دھیری رہی

نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کروں
کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں تھی سو رہی

سراج کی شاعری بیک وقت عشق حقیقی اور عشق مجازی کا آمیزہ ہوتی ہیں _شعر گوئی کی طاقت جذبہ عشق کی رہین منت ہے_ ان کی شاعری فطری شاعری کی شمع کو اپنے خون جگر سے روشن کرتی ہے جب تک عشق کا الاؤ روشن رہتا ہے شعر گوئی کا فطری عمل طور پر جاری رہتا ہے _گویا سراج اورنگ آبادی کا عشق محض خارجی صورتوں سے نمو نہیں پاتا، داخل کی

روشنی اور آہنگ اسے زندہ رکھتا ہے _سراج کی شاعری سراج کے جذبہ عشق کی کہانی ہے، عشق کے تہذیبی ، عمل کو پیش کرتی ہیں _

سراج کی غزل کا عاشق اردو شاعری کے روایتی عاشق سے چنداں مختلف نہیں ہے، محبوب کی بے اعتنائی کا شکار یہ عاشق ہمہ وقت درد اور سوز کی تصویر بنا نظر آتا ہیں عشق میں چوب غم کی طرح مسلسل سلگنے کی کیفیت نے سراج کی غزل میں نشاطیہ عنصر کو ابھرے نہیں دیا محبوب کے قریب کی سرشاری جس طرح اس کے ہم عصروں کی غزل کو نشاطیہ آہنگ عطا کرتی ہے _وہ آہنگ سراج کی غزل میں تقریبا منقود ہے اس صورتحال کے پیش نظر سراج کی شاعری کو "آہ"کے اورولی کی شاعری کو "واہ" سے تعبیر کیا _

مسکرا کر موڑ لیتے ہیں بھویں
خوب ادا کا حق ادا کرتے ہو تم

دامن میں اشک چشم مری دیکھ کر کہا
اس دو ندی کا خوب ہے سنگم ہوا کرے

گھٹا غم، آہ،بجلی، آشک پانی
برستا ہے عجب برسات تجھ بن

اس کے دامن کو آگر ہات لگادیں عاشق
تند ہو گرد کی مانند جھلکتا جاوے

سراج نے محبوب کے جسمانی سراپا کی جو تصویریں کھینچی ہیں اس میں کہیں کہیں امردپرستی کے رجحان کے نتیجے میں ابھرنے والی کیفیات کی بھی واضح مکاسی ملتی ہے، جسے فارسی روایات سے اخذ کیا گیا ہیں _سراپا نگاری کے خارجی حوالوں نے سراج کے مندرجہ ذیل پیکروں میں جگہ پائی ہے جو حسی اعتبار سے بصری نوعیت کے حامل ہیں _

سب دیکھتے تھے چاند کوں میں یار کی طرف
اس کی بھنواں ادھر تھیں ادھر کوں ہلال تھا

آرزو ہے کہ زلف کوں کھولے
میں نے کالی ریں نہیں دیکھا

غنچہ گل کوں دیکھ گلشن میں
گرتوں پیوں کا دہین نہیں دیکھا

مہندی کا رنگ نہیں ہے کف پائے یار پر
خون جگر ہوا ہے مگر پالمال دوست

ہے کیا کتاب مطلع انوار، رخ ترا
سورج کوں جس کا ایک ورق زرد بولتے

سراج اورنگ آبادی کے اسلوب کی سادگی اور سلاست نے غزل کو حسن اور لطافت کی روح سے آشنا کیا _سراج کے یہاں استعمال ہونے والا ڈکشن سلیس اور عام فہم ہے حتی کہ اس کی تشبیہات اور استعارے بھی سادگی بے ساختگی اور جستگی کا عمدہ نمونہ پیش کرتے ہیں _سراج کی تشبیہات سازی نے سراپا نگاری کی روایت میں توسیع اور اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ اکثر وبشیتر محبوب کے ظاہری حسن اور جسمانی خد وخال کے کسی نہ کسی رخ کو پیکروں کی صورت میں پیش کرتے ہیں _ان پیکروں کی صورت

میں پیش کرتے ہیں ۔ان پیکروں سے سراج کے جمالیاتی ذوق کا اندازہ ہوتا ہے ۔سراج نے خالصتا ہندوستان ہونے کا ثبوت دیا ہے لیکن ان کی تلمیحات کا دائرہ فارسی اور عربی ادبیات تک محدود نہیں بلکہ یہ تلمیحات ہندو اور دیومالائی سے ماخوذ ہیں جو ہندو معاشرے اور تہذیب کی آئینہ دار ہے ۔ان کے پیکر اسی رخ پر اپنا جلوہ پیش کرنے لگتے ہیں ۔

نین راون ہیں ارجن بال پلکیں بھوں دھنک بھم
ہمارے دل کی دکھ نگری کے راجہ رام چندر ہو

سراج نے ایک پوری غزل میں لفظ 'موہن ' کا استعمال بہت ہی خوبصورتی سے کیا ہے :

تمہارے زلف کے کا ہر تار موہن
ہوا میرے گلے کا ہار موہن

تصور کر ترا حسن عرق ناک
مری آنکھیں ہیں گوہر بار موہن

برہ کا جان کندن ہے نپٹ سخت
دکھا اس وقت پر دیدار موہن

گل عارض کوں ترے یاد کرکر
ہوا ہے دل مرا گلزار موہن

سراج آتش میں ہے تیرے فراقوں
بجھا جا مہر سیں یک بار موہن

سراج ہندوستانی تہذیب کی بہترین قدروں سے پوری طرح واقفیت رکھتے تھے _ لہذا جہاں کہیں بھی، انہیں موقع ملا انہوں نےہندی روایت کو اجاگر کیا _ ولی اور سراج سے پہلے بھی دکن کے شعرا میں غزل مقبول صنف رہی ہے _ اکثر شعراء کے یہاں غزل جسمانی لذت اور ذکر عارض وگیسوئے محبوب سے آگے نہیں بڑھی _

آب رواں ہے حاصل عمر شتاب رو
دہر فنا میں نقش نہیں ہے ثبات کا

سراج اورنگ کی سادگی اور دلکش تشبیہات میں حواس خمسہ یعنی قوت سامعہ، قوت شامہ ، قوت لامسہ، قوت ذائقہ اور قوت باصرہ کی شمولیت بھی دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے _

پیو کا جمال دیکھ ہوا چاک چاک دل
جیوں کہ کتاں پہ عکس پڑے نور ماہ کا

رخسار پر صنم کے جو خال سیاہ ہے
وہ مردمک ہے حلقہ گیسو کی چشم کا

انتظار میں تری اے سادہ رو
آرہی ہے چشم حیراں کی مثال

بجا ہے دل میرا گر ہوئے شرابی
نشہ میں ہیں تری آنکھیں گلابی

ہے تری قد پہ زلف خم در خم

نخل صندل پہ ناگ جیوں لٹکے
رخسار یار حلقہ کاکل میں ہے عیاں
یا چاند ہے سراج اماوں کی رات کا

یا برگ گل پہ سبزہ سیراب ہے عیاں
یہ لعل لب پہ خط، زمرہ نگار ہے

سراج کے پیکران کے اسلوبیات کا ایک اہم اور خاص حصہ ہیں، جس میں سراج نے برجستہ لفظیات کا استعمال کر کے اپنی امیجری کو زیادہ حقیقی اور ہی محسوساتی بنانے کی کامیاب کوشش کی ہے اور اس کوشش میں سراج اپنے ہم عصروں میں کسی طور سے پیچھے نہیں _اس کا سبب یہ ہے کہ وہ سماعی اور ذہنی نقشوں کے مقابلے میں حقیقی مشاہدے یا اور محسوسات کے اثرات پیش کرنے پر قادر ہیں _

☐احساس جمال اور حسن پرستی:

سراج فطرتا حسن پسند نظر رکھتے تھے _ان کی حسن پسند اپنے ارد گرد کی اشیاء میں، ملنے جلنے والوں میں، بول چال میں، خیالات میں غرض ہر جگہ حسن کی

متلاشی رہتی ہے یہی رویہ اپنی اپنی حد کے اندر ہر ذی شعور انسان کا ہوتا ہے سراج نہ صرف حسن پسند نظر کے مالک تھے بلکہ وہ صاحب دل اور صاحب باطن بھی تھے _حسن ظاہر کی دلکشیاں نہیں کبھی اتنا محونہ کرسکیں کہ وہ حقیقت سے بے خبر ہوگئے ہوں _ ان کا حسن سے ظاہر لگاو فطری اور حقیقت پسندانہ تھا _عشق کی بدولت جو وارفتگی ان میں پیدا ہوگئ تھی دراصل وہی عرفان عشق کی منزل تھی _ان کے پورے کردار میں ان عشق کی منزل جلوہ گر نظر آتی ہے اور یہی وجہ کہ ڈھائی سو سال کے بعد بھی ان کی عشقیہ شاعری زندگی کی حرارت سے بھر پور نظر آتی ہے _ وہ اپنی غزلوں میں معشوق سے صرف درد دل سوزجگر ہی نہیں بیان کرتے تھے اکثر بات کرتے نظر آتے ہیں _

اے جان سراج ایک غزل درد کی سن جا
مجموعہ احوال ہے دیوان ہمارا

اے جان سراج آج دکھا جلوو دیدار
ہے وعدہ فردا مجھے، فردائے قیامت

ہوا ہے شام جدائی میں بے قرار سراج
مثال صبح توں اپنی جھلک دکھا،جاوں

سراج کی غزلیں ان کے عشقیہ جذبات کی ترجمانی ہیں _ان کا محبوب ایک جیتا جاگتا انسان ہے _ اس کے عشق میں وہ جل رہے ہیں اور اس سے براہ راست ابلاغ کا نتیجہ ہی ان کی شاعری کا پیش خیمہ ہے_ ان کے یہاں جذبات اور شدت ہے اور یہی شدت عشق سراج کی شاعری کو ایک ایسا رنگ وبو بخشتی ہے جو سراج کی شاعری کی منفرد آواز بن جاتی ہے اور ڈھائی سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی تازہ دم اور زندہ آواز ہے _ سراج کی غزلوں میں مختلف عشقیہ کیفیات میں تمیز کرنے اور انہیں الفاظ دیگر شاعروں سے زیادہ شگفتہ اور تروتازہ نظر آتے ہیں _ سراج کے عشقیہ جذبات اندر ایک ایسا آہنگ اور احساس موسیقی پیدا کردیا تھا کہ ان کے الفاظ دیگر شاعروں سے زیادہ نمایاں ہے _ سراج کے نزدیک محبت زندگی کی تکمیل ہے _ وہ دکن کے آخری شاعر ہے جنہوں نے اردو شاعری کو ترتیب یافتہ عشقیہ جذبات کے علاوہ وسعت زبان وبیان، بلند خیالی اور پاکیزگی عطا کی _ان کے یہاں وہ

دکن کے آخری شاعر ہیں جنھوں نے اردو شاعری کو تربیت یافتہ عشقیہ جذبات کے علاوہ وسعت زبان وبیان، بلند خیالی اور پاکیزگی عطا کی _ولی مطرب عشق ہیں تو سراج نوحہ خوان عشق _اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ولی نے جمال عشق دیکھا تھا اور سراج نے جلال عشق سے خود میں ایک آگ روشن کرلیتے ہیں _ وہ اپنی غزلوں میں اسی جمالیاتی فضا سے باہر نہیں نکل سکے _ ان کی غزلوں میں خاص ادبی اور جدید زبان استعمال کی گئی ہے _

دل تجھ پری کی آگ میں سیماب کی مثال
آخر کوں بے قرار ہوا کیا بجا ہوا

کہاں ہے گلبدن موہن پیارا
کہ جیوں بلبل ہے نالاں دل ہمارا

آیا پیا، شراب کا پیالا پیا ہوا
دل کے دے کی جوت سیس کاجل دیا ہوا

دل میرا پیو کے باج ہے بے کل
بیشتر کل سیس آج ہے بے کل

دکن گولکنڈہ اور بیجاپور میں شاعری کی روایات میں عورت کو محبوب کے روپ پیش کرنے کی روایت عام ہے ۔عالمگیر کی فتح دکن کے بعد سے فارسی کے رواج نے گو لہ شعراء کے تصورات کو بڑی حد تک تبدیل کر دیا اور ولی اور سراج جو خاص عشقیہ غزلیں کہنے والے شعراء تھے انہوں نے امردپرستی کے رجحان کو باقاعدہ غزل میں پیش کیا مگر اکثر بیشتر غزلیں اپنے انداز بیان میں اتنا لوچ رکھتی ہیں سراج کے یہاں ایسی مثالیں بہت ملتی ہے اور وضاحت ہوتی ہے ۔

بساط عشق بازی میں مرا دل
متاع صبرونقد و ہوش ہارا

سنا ہے جب سیس ترے حسن کا شور
لیا زاہد نے مسجد کا کنارا

شب ہجراں میں اس مہتاب رو کی
ہر ایک آنسو ہوا روشن ستارا

غزل کے اشعار میں ہندوی اور فارسی دونوں کے عشقیہ رجحان کو دیکھا جاسکتا ہے _یہ غزل سراج نے اپنے محبوب کے لیے کہی ہے اور اس سے ان کے جذبات واحساسات ہویدا ہیں _ لہذا غزل میں اتنی وسعت ہے سراج کے یہاں فارسی رجحان بھی ملتا ہے وہ سراج کی غزلوں میں پائی جاتی ہیں _

بے بسمل شمشیر نگہ ذوق سیس اپنے
دل حشر میں کس منہ ستی فریاد کرے گا

تشنہ مرگ کوں ہے آب صراحی دم تیغ
بسمل آبروئے خم دار ہوں، کن کا، ان کا

سراج کی غزلوں میں محبوب کا واضح تصور مجازی ہی کے حوالے سے ملتا ہے _تاہم کہیں کہیں وہ تصوف کے حوالے سے محبوب حقیقی کو بھی پیش کرتے ہیں لیکن اس کا مرکز نگاہ محبوب مجازی ہی ہے جو کہ کہ ایک مکمل عورت ہے _ جس کے عارض گل رنگ، حلقہ کاکل جلوہ تاباں، زلف گرہ دار، طرز تغافل اور چشم

نرگس کا ذکر ان کی غزلوں میں ملتا ہے _اس کے خدوخال کا دلفریب انداز سراج کی غزل میں دیکھنے کو ملتا ہے جسے چشم، ذہین، چہرہ، گیسو، لب اور خال کی کس طرح عکاسی کی گئی ہے _

ڈورے نہیں ہیں سرخ تیری چشم مست میں
شاید چڑھا ہے خون کسی بے گناہ کا

تر دہن میں مسی سے مجھے ہوا معلوم
نماز شام کا ہے وقت اب نہایت تنگ

اس پھول سے چہرے کوں جو کوئی یاد کرے گا
ہر آن میں سو سو چمن ایجاد کے گا

سراج اورنگ آبادی کے کلام میں سراپا نگاری کے ذیل میں زلف، ابرو، پلک اور رخسار کا خوبصورت امتزاج ملتا ہے _

رشتے میں زلف کے ہے جان ہمارے
بیجا نہیں سنبل کے واپر مان ہمارا

اے شوخ کشش سیس ترے ابرو کی کماں کا
دل ہاتھ سیس جاتا ہے ہر ایک آنسو ہمارا

تجھ زلف کی شکن ہے مانند دام گویا
یا صبح پر ہماری آئی ہے شام گویا

سراج کی غزلوں میں عورت کی جیتی جاگتی تصویریں ملتی ہیں اور سراج اس کے دیدار کے طالب دکھائی دیتے ہیں ـ

ادائے دل فریب سرد قامت
قیامت ہے، قیامت ہے، قیامت ہے

مجلس میں اگر جان سراج آوے اداسوں
ہو شرم سوں پانی کی نمط شمع پگل کر

یار کوں بے حجاب دیکھا ہوں
میں سمجھا ہوں خواب دیکھا ہوں

عورت کے حسن کے ساتھ ساتھ سراج نے اس کے لباس، سنگھار اور ان کے زیورات کا پر لطف بیان بھی بڑے دلنشیں انداز میں کیا ہے _ اس حوالے سے دکنی تہذیب کی جھلک ان کی غزلوں میں دکھائی دیتی ہے _

لباس بسنتی ترا دیکھ کر
مجھ آنکھوں کا آنسو گلالی ہوا

دیکھ کر دریا میں اس مہندی بھرے ہاتھوں عکس
خشک ہوجاتا ہے لوہو پنجہ مرجان کا

کیا ہوں جاں سپاری اس صنم کے پان کھاتے میں
کہ کھینچا دیدہ آہو پہ خط سرمہ لگانے میں
کان میں ہے تیرے موتی آبدار
یا کسی عاشق کا آنسو بولناں

جب سیس گلے میں یار کے ہے نوبہار بار
بے اختیار ہوکے میں کہتا ہوں، بار بار

اکتسابی نتائج۔

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

☆بقلی قطب شاہ اور ولی دکنی کے ساتھ غزل گو شاعروں کی تثلیث سراج اورنگ آبادی سے تکمیل کو پہنچتی ہے- سراج دکنی غزل کا ایک اہم نمائندہ شاعر ہے اور ولی کے بعد میر وسودا کے عہد سے قبل کی درمیانی کری ہے -

☆ سراج اورنگ آبادی کا اصل نام سید سراج الدین تھا - یہ اورنگ آباد کے رہنے والے تھے اس لیے سراج اورنگ آبادی کے نام سے مشہور ہوئے۔ بروز پیر 13/ صفر 11/ مارچ 1712 ء کو اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔

☆ سراج نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ یہ ابتدا سے ہی صوف منش آدمی تھے۔

☆ سراج اورنگ آبادی نے غزلیات کے علاوہ مثنوی، قصیدہ، روباعی اور مخمس بھی لکھے۔ انھوں نے ایک طویل مثنوی " بوستان خیال " کے نام سے لکھی ،جو ان کی خودنوشت روداد ہے اس میں ایک ہندو لڑکےسے ان کی محبت کا حال بیان کیا گیا ہے۔

☆سراج نے فارسی شعرا کا ایک انتخاب بعنوان "منتخب دیوانہا " بھی ترییت دیا ان کے بہت سے فارسی خطوط بھی موجود ہیں جو انہوں نے اپنے دوستوں کے نام لکھے تھے۔ ریختہ میں سراج اورنگ آبادی نے پانچ ہزار پر مشتمل دیوان بھی مرتب کیا تھا۔

☆ سراج قدیم دکنی شعراء کی آخری کری کے طور پرجانے جاتے ہیں کیونکہ سراج کے بعد قدیم سراج کے بعد قدیم دکنی شعراء میں کوی قابل قدر شاعر نہیں گزرا۔

☆ سراج کے عشقیہ جذبات میں تڑپ اور سوز نے ان کی پیکرتراشی پر بھی گھرا اثر ڈالا ہے۔ عشق کی کیفیت اور ان کی گہری پرتوں کے مظہر وہ پیکر ہیں جن کی شدت اور اثر انگیزی میں کمی واقع نہیں ہوئی

ان کی حسیاتی کشش سوز اور ساز دونوں کیفیتوں کو خود میں جذب کیے ہوے ہیں۔

☆سراج کی شاعری کو" آہ" اور ولی کی شاعری کو "واہ" سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

☆ سراج نے خالصتا ہندوستانی ہونے کا ثبوت دیا ہے لیکن ان کی تلمیحات کا دائرہ فارسی اور عربی ادبیات تک محدود نہیں بلکہ یہ ہندوصمیات اور دیو مالا سے بھی ماخوذ ہیں جو ہندومعاشرے اور تہذیب کی آئینہ دار ہیں۔

☆ سراج اورنگ آبادی کی سادہ اور دلکش تشبیہات میں حواس خمسہ یعنی قوت سامعہ، قوت شامعہ، قوت ذائقہ اور قوت باصرہ کی شمولیت بھی دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہیں۔

☆سراج نے اپنی غزلوں میں براہ راست تخاطب کا طرز اختیار کیا۔ وہ اپنی غزلوں میں معشوق سے صرف درددل اور سوز جگر ہی نہیں بیان کرتے بلکے اکثر آتے ہیں۔

☆ سراج کے یہاں جذبات کی فراوانی اور شدت ہے اور یہی شدت عشق سراج کی شاعری کو ایک ایسا رنگ وبو بخشی ہے جو سراج کی شاعری کی منفرد آواز بن جاتی ہے اور ڈھای سو سال گزر جانے کے باوجود آج. بھی تا زندہ آواز ہیں۔

☐کلیدی الفاظ :

الفاظ		معنی
تحیر عشق	:	عشق کی وجہ سے پیدا ہونے والی حیرت، تعجب
جنون	:	پاگل پن، نا آگہی، دیوانگی
پری	:	ایک فرضی اور انتہائی خوبصورت قلوق
شبہ بے خودی	:	بے خودی کا بادشاہ بےخودی

لباس برہنگی : بے لباسی کا لباس، بے لباسی، عریانی

بخیہ گری : سینا، ٹانکے لگانا، پیوند کاری

پردہ دری : پردہ پھاڑنا، لباس پھاڑنا

ظہور کا چمن : وجود ساری کائنات

شاخ نہال غم : غم کے پورے کی ٹہنی / شاخ

نظر تغافل : لاپرواہی سے دیکھنا

شراب صد قدح آرزو : سو بڑے پیالوں میں آرزو کی شراب، مرد آرزوؤں کی کثرت

خم دل : دل کا مٹکہ یعنی دل

نسخہ عشق : عشق کی کتاب

جوش حیرت حسن : حسن کے اثر سے پیدا شدہ حیرت کی شدت

جلوہ گری : جلوہ دکھانا

دل بے نوا : بیچارہ دل

خدر : بچاؤ

□ **تجویز کردہ اکتساب مواد:**

1۔ دکنی ادب کی تاریخ سیدہ جعفر

2۔دکنی میں اردو نصیرالدین ہاشمی

3۔ سراج اور ان کی شاعری عبدالقادر سروری

4.کلیات سراج   قومی کونسل برائے فروغ
اردو زبان، نئی دہلی

5۔ انتخاب سراج اورنگ آبادی   مکتبہ جامعہ
لمولڈ، نئی دہلی